Majallah-yi Talim o Tahqiq
مجلہ تعلیم و تحقیق
Markaz Talim o Tahqiq, Gulshan-e-Taleem,
Sector H-15, Islamabad, Pakistan
مرکز تعلیم و تحقیق، گلشنِ تعلیم، ایچ۔۱۵، اسلام آباد، پاکستان
ISSN (P): 2618-1355, ISSN (Online): 2618-1363
Issue 1, Vol ,8 , January–March ,2026
شمارہ۱، جلد۸، جنوری—مارچ،۲۰۲۶

الاصابہ فی تمییز الصحابہ میں عائلی زندگی سے متعلقہ مرویاتِ صحابیات کا مطالعہ

A Study of the Narrations of Female Companions Related to Family Life in Al-Aṣābah fī Tamyīz al-Ṣaḥābah

Hafiza Iqra[1]
Dr. Muhammad Atif Aslam Rao[2]

ABSTRACT

This article, titled *"A Critical and Analytical Study of the Narrations of Female Companions Related to Family Life in Al-Isabah fi Tamyiz al-Sahabah"*, aims to explore the valuable narrations transmitted by female Companions concerning various dimensions of family life, as recorded in the renowned biographical work of Ibn Hajar al-Asqalani. The role of Ṣaḥābiyāt (female Companions) in the preservation and transmission of Islamic teachings remains highly significant, particularly in matters relating to domestic ethics, marital relations, child upbringing, social conduct, and women's participation in family and communal affairs. Despite the importance of these narrations, scholarly attention toward their thematic and analytical study within *Al-Isabah* has remained comparatively limited. Therefore, this research seeks to answer key questions: What types of family-related narrations are attributed to female Companions in *Al-Isabah*? What social, ethical, and religious values do these narrations convey? How do these reports contribute to understanding the status and role of women in early Islamic society? The study adopts a qualitative and analytical methodology based on textual analysis of selected narrations from *Al-Isabah fi Tamyiz al-Sahabah*. Relevant reports are collected, categorized thematically, and examined in light of classical Islamic sources and contemporary academic discussions. The research further evaluates the authenticity, context, and intellectual implications of these narrations to understand their contribution to Islamic family thought. The significance of this study lies in highlighting the intellectual and social contributions of female Companions in shaping Islamic family values and preserving prophetic teachings. Moreover, the research contributes to the broader field of Islamic studies by offering a focused academic investigation into women-centered narrations and their relevance to contemporary discussions on family, gender, and social ethics in Islam.

Keywords: *Female Companions, Al-Isabah fi Tamyiz al-Sahabah,* women-centered narrations.

[1] *PhD Scholar/Visiting Faculty, Department of Islamic Learning, University of Karachi*
[2] *Assistant Professor, Department of Islamic Learning, University of Karachi*

تمہید

سیرتِ نبوی کی حفاظت اور اشاعت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کردار سب سے نمایاں ہے اور ان میں سے بھی صحابیات نے اپنے منفرد انداز میں دین کی خدمت اور سیرت کی روایت میں اپنا بھرپور حصہ شامل کیا ہے۔روایات صحابیات، سیرت کے ایسے پہلو بیان کرتی ہیں جو گھریلو، معاشرتی، تعلیمی اور جہادی میدانوں سے متعلق ہیں۔ان مرویات میں نہ صرف نبی کریم ﷺ کی نجی زندگی کی خوبصورت جھلکیاں ملتی ہیں بلکہ آپ ﷺ کی تعلیمات کا عملی اظہار بھی نمایاں طور پر سامنے آتا ہے۔یہی پہلو ہمیں روایاتِ صحابیات کو سیرتِ نبوی کے مطالعے میں خصوصی اہمیت دینے پر آمادہ کرتا ہے۔ صحابیات کی ان خدمات اور روایات کو منظم طور پر جمع کرنے والی عظیم کتابوں میں حافظ ابن حجر عسقلانی کی شہرۂ آفاق تصنیف "الاصابہ فی تمیزالصحابہ "نمایاں مقام رکھتی ہے۔اس کتاب کی آخری جلد میں متعدد ایسی روایات ملتی ہیں جن میں سیرتِ نبوی کے مختلف پہلو صحابیات کے بیان سے محفوظ ہوئے ہیں۔ابن حجر نے نہایت باریک بینی سے نہ صرف صحابیات کا تذکرہ کیا ہے بلکہ ان کی روایت کردہ احادیث کی صحت اور استناد پر بحث کی ہے۔

"الاصابہ فی تمیزالصحابہ "کی آخری جلد میں موجود صحابیات کی ان روایات کا جائزہ لیا گیا ہے جو عائلی زندگی سے متعلق ہیں۔اس تحقیق کا مقصد ان روایات کی دینی و علمی اہمیت کو اجاگر کرنا،ان کی اسناد کی قدر و قیمت کا تعین کرنا اور عصر حاضر میں ان سے سیرت کے فہم و تدبر کے لئے استفادے کی راہیں متعین کرنا ہے۔زیر نظر مقالہ میں الاصابہ فی تمیزالصحابہ میں موجود عائلی زندگی سے متعلقہ مرویات صحابیات کا جائزہ لیا جائے گا۔

حقوق العباد

اللہ نے انسان پر کچھ انسانی حقوق لازم کیے ہیں جن کی ادائیگی کے بغیر اللہ کی رضا حاصل نہیں کی جاسکتی۔چونکہ حدیث مبارکہ میں ہے:

الْخَلْقُ عِيَالُ اللهِ فَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللهِ مَنْ أَحْسَنَ إِلَى عِيَالِهِ۔[3]

ترجمہ: مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کے نزدیک مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کے کنبے کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

اللہ کے نزدیک سب سے محبوب بندہ وہی ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ حسن سلوک اختیار کرے۔حقوق العباد میں میاں بیوی کے حقوق،اولاد کے حقوق،والدین کے حقوق اور عام لوگوں کے حقوق شامل ہیں۔صحابہ کرام اس بارے میں اللہ سے بہت ڈرتے تھے اور آپس میں بھائی چارہ قائم کیا کرتے تھے۔ذیل میں ان روایات کو ذکر کیا جاتا ہے جو حقوق العباد کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہیں۔

اولاد سے حسن سلوک

1۔حدثتني حبيبة أنها كانت في بيت عائشة قاعدة، فدخل رسول الله ﷺ فقال : ما من مسلمين يموت لهما ثلاثة أطفال إلّا أدخلهما اللَّه الجنّة۔[4]

ترجمہ: حبیبہ نے بیان کیا کہ وہ حضرت عائشہ کے گھر میں بیٹھی ہوئی تھیں، نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: جن مسلمان والدین کے تین

---

[3] محمد بن عبداللہ تبریزی، مشکوۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب الشفقہ والرحمہ، المکتب الاسلامی، بیروت، طبعہ ثالثہ، 1985، ج3، ص1392

[4] احمد بن علی ابن حجر العسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1995، ج8، ص80

بچے فوت ہوں اللہ تعالیٰ ان دونوں کو جنت میں داخل کرے گا۔

مندرجہ بالا حدیث کو ابن مندہ ذکر کرتے ہیں جس کی راویہ حبیبہ بنت ابی سفیان ہیں جو کہ صحابیہ ہیں۔ حبیبہ بنت ابی سفیان یہ حضرت عائشہ کی خادمہ تھیں ان کے والد ابوسفیان ہیں۔ یہ ام المؤمنین ام حبیبہ کے والد ابوسفیان نہیں بلکہ کوئی اور ہیں جن کا نسب معروف نہیں۔[5]

اس حدیث کے بہت سے متابعات پائے جاتے ہیں۔ صحیح بخاری[6]، سنن ابن ماجہ[7] میں بروایت انس بن مالک جب کہ سنن نسائی[8] میں ابوذر اور ابو ھریرہ سے مروی ہے۔ حدیث کا درجہ صحیح ہے۔

2۔روی ابن سیرین عن امرأة یقال لها رجاء أنها قالت :کنت عند النبي ﷺ، فجاءته امرأة بابن لها، فقالت :یا رسول اللہ، ادع اللہ لي فیه بالبرکة، فإنه توفي لي ثلاثة، فقال لها : منذ أسلمت؟ قالت: نعم .فقال : جنّة حصینة[9]--------

ترجمہ: ابن سیرین نے ایک خاتون جنہیں رجاء کہا جاتا تھا سے روایت کیا وہ فرماتی ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھی کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر آئی اور کہنے لگی: یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے میرے اس بیٹے کے لئے برکت کی دعا کر دیجئے اس سے پہلے تین فوت ہو چکے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اسلام لانے کے بعد ایسا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا" محفوظ جنت۔"

رجاء صحابیات میں سے ہیں اور بصرہ کی رہائشی تھیں۔ اس حدیث کی تخریج امام احمد نے مسند احمد[10] میں کی وہ اسے عبد الرزاق سے وہ ہشام اور وہ رجاء سے نقل کرتے ہیں اس کے تمام رواۃ ثقات ہیں۔ لہذا حدیث صحیح ہے۔[11] حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے نابالغ بچے جو فوت ہو جاتے ہیں وہ نہ صرف خود جنت میں جاتے ہیں بلکہ اپنے والدین کو بھی جنت میں لے جانے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ لہذا ایسے والدین کو صبر کرنا چاہیے اور اللہ سے بھلائی کی امید رکھنی چاہیے۔

3۔أتیت رسول اللہ ﷺ في نسوة یبایعنه، فقلنا :نبایعك یا رسول اللہ علی ألا نشرك باللہ شیئا، ولا نسرق، ولا نزني، ولا نقتل أولادنا، ولا نأتي ببهتان نفتریه بین أیدینا وأرجلنا ولا نعصیك في معروف .فقال رسول اللہ ﷺ: فیما استطعتن وأطقتنّ[12]------

ترجمہ: میں (امیمہ بنت رقیقہ) رسول اللہ ﷺ کے پاس خواتین کے ساتھ بیعت کرنے کے لئے آئی۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ ہم آپ سے اس بات پر بیعت کرتی ہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھرائیں گی، نہ چوری کریں گی، نہ زنا کریں گی، نہ اپنی اولادوں کو قتل کریں گی اور نہ بہتان گھڑیں گی اور بھلائی کے کاموں میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جتنی تم استطاعت اور طاقت رکھو------

امیمہ بنت رقیقہ اپنی والدہ کی طرف منسوب ہیں، سلسلہ نسب یوں ہے امیمہ بنت عبد اللہ بن بجاد۔ ان کا تعلق قبیلہ بنی تمیم سے تھا اور یہ سیدہ فاطمہ

---

[5] العسقلانی، الاصابہ، ج8، ص80

[6] محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجنائز، باب ما قیل فی اولاد المسلمین، دار ابن کثیر، دمشق، طبعہ خامسہ، 1995، ج1، ص465

[7] محمد یزید ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی ثواب من اصیب ولدہ، دار الصدیق للنشر، طبعہ ثانیہ، 2014، ص354

[8] احمد بن شعیب نسائی، سنن نسائی، کتاب الجنائز، باب من قدم ثلاثۃ، دار الرسالۃ العالمیہ، طبعہ اولی، 2018، ج4، ص43

[9] العسقلانی، الاصابہ، ج8، ص143

[10] احمد بن حنبل، مسند احمد، مسند الانصار، حدیث ابی ذر الغفاری، مؤسسۃ الرسالہ، طبعہ اولی، 2001، ج34، ص387

[11] العسقلانی، الاصابہ، ج8، ص134

[12] ایضاً ص31

الزھراء کی خالہ کی بیٹی ہیں۔مکہ میں ہی اسلام لے آئیں جس کے سبب مشرکوں نے انہیں بہت تکلیفیں دیں۔بیعت کرنے والی خواتین میں سے ہیں۔غزوہ موتہ میں شریک تھیں۔ان کے شوہر حبیب بن کعب بن عمر ثقفی تھے۔امیمہ نے خلافت راشدہ کا دور بھی پایا۔[13] مندرجہ بالا حدیث ترمذی[14]، سنن نسائی[15]، سنن ابن ماجہ[16] اور مسند احمد[17] میں موجود ہے۔امام ترمذی اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس باب میں حضرت عائشہ، عبداللہ بن عمر اور اسماء بنت یزید سے بھی مروی ہے۔[18]

4-عن زينب بنت نبيط بن جابر امرأة أنس بن مالك، قالت :أوصى أبو أمامة أسعد بن زرارة بأمي وخالتي إلى رسول الله ﷺ، فقدم عليه حلي من ذهب ولؤلؤ يقال له الرّعاث، فحلاهن رسول الله ﷺ ذلك الرعاث، قالت زينب: فأدركت بعض ذلك الحلي عند أهلي-[19]

ترجمہ: زینب بنت نبیط بن جابر زوجہ انس بن مالک سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ابو امامہ اسعد بن زرارہ نے میری والدہ اور میری خالہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو وصیت کی، آپ ﷺ کے پاس سونے اور موتیوں کے زیور لائے گئے، جنہیں رعاث کہا جاتا تھا، فرماتی ہیں: آپ ﷺ نے مجھے ان رعاث میں سے پہنائے، حضرت زینب فرماتی ہیں میں نے اپنے گھر والوں کے پاس اس زیور میں سے کچھ پایا۔

ابن سعد ان کا شمار مبایعات میں جبکہ ابن حبان ثقہ تابعیات میں کرتے ہیں اور یہی صحیح ہے کیونکہ یہ روایت زینب بنت نبیط سے نہیں بلکہ وہ اپنی والدہ حبیبہ اور خالہ کبشہ سے روایت کرتی ہیں جو کہ صحابیات میں سے ہیں جبکہ زینب کا شمار تابعیات میں ہوتا ہے، حبیبہ اور امامہ صحابی رسول اسعد بن زرارۃ کی صاحبزادیاں ہیں جن کی وصیت انہوں نے آپ ﷺ کو کی تھی۔[20] لہذا مندرجہ بالا حدیث منقطع ہے اور مرسل ہے کیونکہ زینب یہ حدیث اپنی والدہ حبیبہ سے روایت کرتی ہیں جو کہ صحابیہ ہیں۔ابو نعیم اس حدیث کی تخریج کرنے کے بعد کہتے ہیں: کہ انہیں (زینب) صحبت حاصل نہیں اور یہ اپنی والدہ سے روایت کرتی ہیں۔[21]

5-عن أم عثمان بنت خيثم الخزاعية- أنها سألت النّبيّ ﷺ عن العقيقة، فقال: عن الغلام شاتان مكافئتان، وعن الجارية شاة-[22]

ترجمہ: ام عثمان بنت خیثم خزاعیۃ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عقیقہ کے بارے میں سوال کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: لڑکے کی طرف سے دو بکریاں بدلے میں اور لڑکی کی طرف سے ایک۔

ام عثمان کنیت ہے اور ان کو ام کرز بھی کہا جاتا ہے، حدیبیہ کے دن جب آپ ﷺ گوشت تقسیم کر رہے تھے اسلام لائیں، آپ ﷺ سے کئی

---

[13] احمد خلیل جمعہ، نساء من عصر النبوۃ، دار ابن کثیر، طبعہ ثانیہ، 2000، دمشق، ص 172

[14] محمد بن عیسی، سنن ترمذی، کتاب السیر، باب ماجاء فی بیعۃ النساء، شرکہ مکتبہ ومطبعہ مصطفی البابی الحلبی، مصر، طبعہ ثانیہ، 1395ھ، ج4، ص 151

[15] نسائی، سنن، کتاب البیعہ، باب بیعۃ النساء، ج7، ص 285

[16] ابن ماجہ، سنن، کتاب الجہاد، باب بیعۃ النساء، ص 618

[17] احمد، مسند، مسند النساء، حدیث امیمہ بنت رقیقہ، ج44، ص 558

[18] ترمذی، سنن، کتاب السیر، باب ماجاء فی بیعۃ النساء، ج4، ص 152

[19] العسقلانی، الاصابہ، ج8، ص 168

[20] ایضاً ص 168

[21] ایضاً ص 169

[22] ایضاً ص 434

احادیث روایت کرتی ہیں۔امام ابوداؤد،امام ترمذی،امام احمد اور ابن ماجہ ان سے روایت کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا حدیث سنن نسائی[23] میں اسی طریق سے جب کہ سنن ابی داؤد[24] میں حبیبہ بنت میسرہ کی زیادتی کے ساتھ مذکور ہے۔اس کی سند میں اختلاف ہے[25] کیونکہ ابن جریج، محمد ابن اسحاق اور عمرو بن دینار اس کو عطاء سے وہ حبیبہ بنت میسرہ سے اور وہ ام کرز سے روایت کرتی ہیں جبکہ ابوزبیر، منصور بن زادان، قیس بن سعد اور مطر الوراق بلا کسی واسطے کے عطاء اور وہ ام کرز سے روایت کرتے ہیں۔ابن حجر کہتے ہیں کہ اس میں سب سے اقوی سند ابن جریج اور ان کی موافقت کرنے والوں کی ہے اور ابن حبان اسی سند کو صحیح قرار دیتے ہیں۔[26] مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیقہ کرنا مستحب ہے لڑکی کی طرف سے ایک جبکہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں یہی حدیث مبارکہ میں ہے اور اگر لڑکے کی طرف سے ایک بھی کرلیا جائے تو جائز ہوگا۔

6-وعنها أنها أتت بابن لها قد أعلقت عليه من العذرة، فقال النبي ﷺ:علام تذعرن أولادكنّ---[27]

ترجمہ: ان (ام عکاشہ) سے مروی ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو لے کر آئیں جن کے گلے میں انہوں نے تعویذ لٹکایا ہوا تھا۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم عورتیں اپنے بچوں کے حلق کا علاج اس طرح دبا کر کیوں کرتی ہو۔

ام عکاشہ ان کا نام آمنہ بنت محصن تھا یہ عکاشہ بن محصن کی بہن ہیں جو کہ بدری صحابی ہیں۔آپ سب سے پہلے ہجرت کرنے والوں اور بیعت کرنے والوں میں سے تھیں۔آپ ﷺ نے ان کی لمبی عمر کی دعا کی تھی چنانچہ انہوں نے بہت عمر پائی۔[28] مندرجہ بالا حدیث صحیح بخاری[29]، صحیح مسلم[30] اور سنن ابی داؤد[31] میں منقول ہے۔حدیث کا درجہ صحیح ہے۔حلق کی بیماری میں حلق میں انگلی ڈال کر ورم کو جو دبایا جاتا ہے آپ ﷺ نے اس تکلیف دہ علاج سے منع فرمایا اور اس سے اجتناب کا کہا اور عود ہندی سے اس کا علاج بتایا۔

7-عن أبي داود بسند حسن عنها، قالت:سمعت رسول ﷺ يقول : لا تقتلن أولادكنّ سرّا، فإنّ الغيل يدرك الفارس عن فرسه فيدعثره۔[32]

ترجمہ: ابوداؤد حسن سند سے ان سے (اسماء بنت یزید) روایت کرتے ہیں، فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اے عورتوں! اپنی اولاد کو خفیہ قتل مت کرو، بے شک غیلہ شہسوار کو پالیتا ہے اور اسے گھوڑے سے گرادیتا ہے۔

یہ حدیث اسماء بنت یزید بن السکن سے مروی ہے جو کہ صحابیہ ہیں اور معاذ بن جبل کی چچازاد بہن ہیں۔والدہ کا نام ام سعد بنت خزیم اشھلیہ تھا۔سن

[23] نسائی، سنن، کتاب العقیقہ، باب العقیقہ عن الجاریہ، ج7، ص310

[24] سلیمان بن الاشعث ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الضحایا، باب فی العقیقہ، مجتبہ عصریہ، بیروت، ج3، ص105

[25] العسقلانی، الاصابہ، ج8، ص458

[26] ایضا ص458

[27] ایضا، ص453

[28] محمود طعمہ حلبی، المائۃ الاوائل من صحابیات الرسول، دار المعرفہ، طبعہ ثانیہ، 2006، بیروت، 413

[29] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الطب، باب العذرہ، ج5، ص2160

[30] مسلم بن حجاج القشیری، الصحیح لمسلم، کتاب السلام، باب التداوی بالعود الھندی وھو الکست، دار الطباعہ العامرہ، ترکی، 1374ھ، ج7، ص24

[31] ابوداؤد، سنن، کتاب الطب، باب فی العلاق، ج4، ص8

[32] العسقلانی، الاصابہ، ج8، ص21

1 ہجری میں آپ ﷺ کے پاس بیعت کے لئے آئیں۔ انہوں نے آپ ﷺ سے 81 حدیثیں روایت کی، غزوہ یرموک میں یہ مجاہدوں کی تیمارداری کرتی تھی۔ ان کا شمار نہایت عظیم المرتبت صحابیات میں ہوتا ہے، ان کا تعلق اوس کے خاندان بنو عبد الاشہل سے تھا جو اوس کا شریف ترین گھرانہ تھا۔ آپ اکثر دربار رسالت میں آتی اور اکتساب فیض کرتیں۔ جنگ یرموک کے کئی سال بعد وفات پائی۔[33] مندرجہ بالا حدیث سنن ابی داؤد[34]، سنن ابن ماجہ[35] میں مذکور ہے اور صحیح ہے اس کے راوی محمد بن مہاجر اسماء بنت یزید کے مولی ہیں اور ابن حجر، ابن حبان، یحی بن ابی معین، احمد ابن حنبل، ابو داؤد السجستانی سب کے نزدیک یہ ثقہ ہیں۔[36]

حکماء کا خیال ہے کہ حاملہ عورت کے دودھ میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے اور یہ دودھ پینے والا بچہ لاغر اور کمزور ہو جاتا ہے اس لئے عرب اس سے احتراز کرتے تھے۔ لہذا آپ ﷺ کا یہ حکم دینا بطور شفقت کے تھا نہ کہ حکم شرعی لیکن جب آپ ﷺ نے اہل روم اور فارس کو دیکھا کہ وہ یہ کرتے ہیں جبکہ ان کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا تو آپ ﷺ نے اپنا ارادہ ترک فرما دیا اور یہ محض آپ کا اجتہادی معاملہ تھا۔

8۔عن جدامة بنت وهب، أخت عكاشة بن وهب، قالت: حضرت عند النبي ﷺ في أناس، وهو يقول ....۔فذكر الحديث .وفيه ذكر العزل، وأنّه الوأد الخفيّ۔[37]

ترجمہ: جدامہ بنت وہب جو کہ عکاشہ بنت وہب کی بہن ہیں، فرماتی ہیں: میں کچھ لوگوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور آپ ﷺ فرما رہے تھے۔۔۔۔۔ پھر انہوں نے حدیث ذکر کی اس میں عزل کا ذکر کیا، یہ خفیہ دختر کشی ہے۔

جدامہ کو جدامہ بنت وہب، جدامہ بنت جندل یا جدامہ بنت جندب کہا جاتا ہے، مکہ میں اسلام لائیں اور ہجرت کی، بیعت کرنے والی خواتین میں سے ہیں۔ ان کے شوہر کا نام انیس بن قتادہ ہے جو کہ بدری صحابی ہیں اور احد میں شہید ہوئے۔ مندرجہ بالا حدیث صحیح مسلم[38] اور سنن ابن ماجہ میں[39] نقل کی گئی ہے اور صحیح ہے۔

شریعتِ مطہرہ میں نکاح کے اغراض و مقاصد میں سے ایک اہم مقصد توالد و تناسل ہے، اور اولاد کی کثرت مطلوب اور محمود ہے، یہی وجہ ہے کہ حدیثِ مبارکہ میں زیادہ بچہ جننے والی عورت سے نکاح کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، لہذا بلا عذر عزل کرنا ناپسندیدہ ہے، البتہ اگر عذر ہو تو (آزاد) بیوی کی اجازت سے عزل کرنا بلا کراہت جائز ہو گا۔

نکاح و طلاق

9۔عن سبيعة بنت الحارث، قالت :توفي زوجي سعد بن خولة، وهو مع رسول الله ﷺ في حجة الوداع، فقال لي أبو السنابل بن بعكك :لعلك تريدين

---

[33] العسقلانی، الاصابہ، ج8، ص21

[34] ابو داؤد، سنن، کتاب الطب، باب فی العلاق، ج4، ص9

[35] ابن ماجہ، سنن، کتاب النکاح، باب الغیل، ص431

[36] جمال الدین یوسف المزی، تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، س ن، ج26، ص518

[37] العسقلانی، الاصابہ، ج8، ص63

[38] مسلم، الصحیح، کتاب النکاح، باب جواز الغیلہ، ج4، ص161

[39] ابن ماجہ، سنن، کتاب النکاح، باب الغیل، ص431

أن تتزوّجي .فأتيت النبيّ ﷺ فقال : قد حللت فانكحي۔[40]

ترجمہ: سبیعہ بنت الحارث سے روایت ہے فرماتی ہیں: میرا شوہر سعد بن خولہ فوت ہو گیا اور وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں تھا مجھ سے ابو سنابل بن بعلک نے کہا: شاید تم نکاح کرنا چاہتی ہو، تو میں نبی کریم ﷺ کے پاس آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری عدت ختم ہو چکی ہے اگر چاہو تو نکاح کرلو۔

سبیعہ بنت الحارث مشہور صحابی سعد بن خولہ کی بیوی تھی جو کہ سابقین اسلام میں سے تھے پہلے حبشہ اور پھر مدینہ ہجرت کی۔ بدر، احد اور احزاب میں آپ ﷺ کے ساتھ تھے، حجۃ الوداع کے موقع پر وفات پائی۔ ان کی وفات کے بعد جلد ہی سبیعہ کو وضع حمل ہو گیا۔ کوفہ اور مدینے کے فقہاء ان سے روایت کرتے ہیں[41]۔ یہ حدیث مختلف الفاظ سے مختلف رواۃ سے مروی ہے موجودہ سند سے اسے امام محمد اپنی مسند میں ذکر کرتے ہیں جس میں بعض الفاظ کی زیادتی ہے البتہ حدیث صحیح ہے کیونکہ اس کے رواۃ ثقات رجال شیخین ہیں[42]۔ اگر کسی خاتون کے شوہر کا انتقال ہو جائے جب کہ وہ عورت حاملہ ہو تو ایسی عورت کی عدت وضعِ حمل ہوتی ہے۔ وضع حمل کے بعد اس کی عدت مکمل متصور ہو گی، چاہے ایک دن بعد ہی کیوں نہ ہو اس کے بعد وہ دوسری شادی کرنے میں آزاد ہو گی۔

10۔عن عائشة أن عمرو بن حزم طلّق الغميصاء. فنكحها رجل فطلّقها قبل أن يمسّها، فأتت رسول اللهﷺ تسأله أن ترجع إلى زوجها الأول، فقال» :حتّى يذوق الآخر من عسيلتها۔[43]

ترجمہ: حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ غمیصاء کو عمرو ابن حزم نے طلاق دی پھر اس سے ایک آدمی نے نکاح کیا اور اسے چھونے سے پہلے طلاق دے دی۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں اور پوچھا کہ کیا وہ اپنے پہلے شوہر کے پاس لوٹ سکتی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہاں تک کہ دوسرا اس کی لذت چکھ لے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا علوم قرآنیہ اور علوم حدیث کی بڑی محدثہ اور فقیہ تھیں۔ صحابہ کرام کو جب بھی کوئی گھمبیر مسئلہ آن پڑتا تو اس کے حل کے لئے آپ کی طرف رجوع کرتے۔ مندرجہ بالا حدیث صحیح بخاری[44] اور صحیح[45] مسلم میں موجود ہے لیکن وہاں عمرو بن حزم اور غمیصاء کا تذکرہ نہیں جبکہ مندرجہ بالا حدیث کو ابو نعیم معرفۃ الصحابہ میں نقل کرتے ہیں۔[46] اس کے تمام رواۃ ثقات ہیں۔ جب شوہر اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو اس کے بعد اس کی بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے، اب اگر وہ عدت گزارنے کے بعد کسی اور مرد سے نکاح کر لے اور ازدواجی تعلق بھی قائم کر لے، پھر اس کے بعد شوہر کا انتقال ہو جائے یا وہ اتفاقی طور پر طلاق دے دے تو عدت گزارنے کے بعد وہ عورت پہلے شوہر کے لیے حلال ہو جاتی ہے، تاہم اس میں طلاق کی شرط کے ساتھ حلالہ کی غرض سے نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے، نبی کریم ﷺ نے ایسا نکاح کرنے

---

[40] العسقلانی، الاصابہ، ج8، ص171

[41] ایضا ص171

[42] احمد، مسند، من مسند القبائل، حدیث سبیعہ الاسلمیہ، ج45، ص422

[43] العسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج8، ص255

[44] بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الطلاق، باب من قال لامراتہ: انت حرام علی، ج5، ص2016

[45] مسلم، الصحیح، کتاب النکاح، باب لا تحل المطلقۃ، ثلاثا لمطلقھا حتی تنکح زوجا غیرہ، ج4، ص155

[46] احمد بن عبداللہ الاصبھانی، معرفۃ الصحابۃ، دار الوطن للنشر، ریاض، طبعہ اولی، 1998، ج6، ص340

والے اور جس شخص کے لیے یہ نکاح کیا جائے دونوں کو اللہ تعالی کی رحمت سے دور بتایا ہے۔

11۔ زينب بنت كعب بن عجرة- أن الفريعة بنت مالك بن سنان، وهي أخت أبي سعيد الخدريّ- أخبرتها أنها جاءت إلى رسول الله صلّى الله عليه وآله وسلّم تسأله أن ترجع إلى أهلها في بني خدرة، فإن زوجها خرج في طلب أعبد له أبقوا فقتل ... فذكر الحديث، وفيه : امكثي في بيتك حتّى يبلغ الكتاب أجله[47]۔

ترجمہ: زینب بنت کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ فریعہ بنت مالک بن سنان (اور وہ ابو سعید خدری کی بہن ہیں) نے انہیں بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور پوچھنے لگیں کہ وہ بنی خدرہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جائیں کیونکہ ان کے شوہر اپنے بھاگے ہوئے غلاموں کو ڈھونڈنے نکلے ہیں اور انہیں قتل کر دیا گیا ہے۔ پھر حدیث ذکر کی اس روایت میں ہے۔ اپنے گھر میں ٹھہرو یہاں تک کہ عدت پوری ہو جائے۔

فریعہ بنت مالک بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن الابجر ابو سعید خدری کی بہن ہیں۔ بیعت رضوان میں شریک ہوئیں۔[48] ان کی والدہ حبیبہ بنت عبد اللہ بن ابی ابن سلول ہیں۔ سہل بن رافع ان کے شوہر ہیں۔ مندرجہ بالا حدیث صحیح ہے اور سنن ترمذی[49] سنن ابی داؤد[50] میں منقول ہے۔ انتقال سے پہلے عورت شوہر کے ساتھ جس گھر میں رہتی تھی اسی گھر میں عدت گذارے، عورت آزاد نہیں ہے کہ جہاں چاہے عدت گذارے الا یہ کہ کوئی شرعی عذر ہو۔

12۔عن قسرة الكندية، قالت :قال رسول الله ﷺ : أيا قسرة، اذكري الله عند الخطيئة يذكرك عند المغفرة، وأطيعي زوجك يكفك شرّ الدّنيا والآخرة، وبرّي والديك يكثر خير بيتك۔[51]

ترجمہ: قسرہ کندیہ سے روایت ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے کہا: اے قسرہ! گناہوں کے وقت اللہ کا ذکر کرو وہ مغفرت کے وقت تمہیں یاد رکھے گا، اپنے خاوند کی اطاعت کرو وہ دنیا اور آخرت کے شر سے تمہیں کافی ہوگا، اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک رکھو تمہارے گھر کی خیر و برکت بڑھے گی۔

قسرۃ بنت رواس کندیہ یہ بزرگ صحابیات میں سے ہیں۔ اس حدیث کی سند میں عبد الرحمن بن عمرو بن جبلہ ہیں جو کہ متروکین میں سے ہیں لہذا حدیث ضعیف ہے۔[52] حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن دوسری احادیث موجود ہیں جن میں بیوی کو شوہر کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔

13۔عن أم سلمة، قالت :لما خطبني النبيّ ﷺ قلت له: فيّ خلال ثلاث: أما أنا فكبيرة السنّ، وأنا امرأة معيل، وأنا امرأة شديدة الغيرة .فقال» :أنا أكبر منك. وأمّا العيال فإلى الله. وأمّا الغيرة فأدعو الله فيذهبها عنك «، فتزوّجها :فلما دخل عليها قال» :إن شئت سبّعت لك وإن سبّعت لك سبّعت لنسائي «، فرضيت بالثّلاث۔[53]

ترجمہ: ام سلمہ سے روایت ہے فرماتی ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے شادی کا پیغام بھیجا تو میں نے ان سے کہا: مجھ میں تین صفات ہیں: میں بڑی

---

[47] العسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج8، ص280

[48] ایضا ص280

[49] ترمذی، سنن، ابواب الطلاق واللعان عن رسول اللہ، باب ماجاء این تعتد المرأۃ المتوفی عنها زوجها، ج3، ص500

[50] ابوداؤد، سنن، کتاب الطلاق، باب فی المتوفی عنها تنتقل، ج2، ص259

[51] العسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج8، ص287

[52] العسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج8، ص287

[53] ایضا ص343

عمر کی عورت ہوں، صاحب عیال ہوں، سخت غیرت والی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم سے بڑا ہوں اور عیال اللہ کے سپرد ہے رہی غیرت تو میں اللہ سے دعا کروں گا وہ اسے تم سے دور کر دے گا۔ آپ ﷺ نے ان سے نکاح کیا جب ان کے پاس آئے تو فرمایا: اگر تم چاہو تو سات دن تمہارے لئے مقرر کر دوں ؟ اور اگر سات دن تمہارے لئے مقرر کروں تو سات دن اپنی بیویوں کے لئے بھی مقرر کروں گا۔ پس وہ تین دن پر راضی ہو گئیں۔

ام سلمہ کا نام ہند بنت ابی امیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن عمر بن مخزوم ہے۔ آپ کا پہلا نکاح حضرت ابو سلمہ سے ہوا، ان کے بعد آپ ﷺ سے ان کا نکاح ہوا۔ امہات المومنین میں آپ سب سے آخر میں فوت ہوئیں۔ مندرجہ بالا حدیث مسند احمد[54] اور صحیح مسلم[55] میں موجود ہے اور صحیح ہے۔ اگر کسی شخص کی ایک سے زائد بیویاں ہوں تو اس کے ذمے فرض ہے کہ وہ سب بیویوں کے ساتھ برابری کا برتاؤ کرے، کسی کے ساتھ ناانصافی نہ ہو اور ایک سے زائد نکاح کی اجازت بھی صرف اس صورت میں دی گئی ہے کہ جب مرد دونوں بیویوں کے درمیان عدل وانصاف اور مساوات کا برتاؤ کر سکے، یہ مساوات اور برابری کھانے ،پینے، نان ونفقہ ، لباس و پوشاک ، رہائش کی فراہمی ، رات گزارنے اور تحائف ، سب میں لازم اور ضروری ہے۔ لہذا اگر ایک رات ایک بیوی کے پاس گزاری جائے تو دوسری بیوی کے پاس بھی ایک رات گزارنا ضروری ہے، تاہم ہمبستری میں برابری ضروری نہیں ہے۔

14۔عن أم جميل بنت عبد الله أن زوجها ضربها، فذكرت ذلك للنبيّ ﷺ فقال: هل لك أن تفارقها؟ ففارقها۔ [56]

ترجمہ: ام جمیل بنت عبداللہ سے مروی ہے کہ ان کے شوہر نے ان کو مارا تو انہوں نے اس کا تذکرہ آپ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس سے جدائی اختیار کرنا چاہتے ہو؟ چنانچہ انہوں نے اس سے جدائی اختیار کر لی۔

ام جمیل صحابیہ ہیں۔ اس حدیث کو ابو نعیم معرفہ الصحابہ میں نقل کرتے ہیں اس کی سند میں محمد بن حمید اور موسی بن عبیدہ ضعیف ہیں۔[57] شوہر کو اللہ تعالی نے حدود میں رہتے ہوئے بیوی کی تادیب کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے: [58]

وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا

ترجمہ: اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا خطرہ ہو تو انہیں سمجھاؤ اور بستر میں انہیں جدا کر دو اور مارو، پھر اگر تمہارا کہا مان جائیں تو ان پر الزام لگانے کے لئے بہانے تلاش مت کرو۔

اس آیت مبارکہ میں بیوی کی اصلاح کے ترتیب وار تین طریقے ذکر فرمائے ہیں:

یعنی عورت اگر نافرمان ہے تو پہلا درجہ اصلاح کا یہ ہے کہ نرمی سے اس کو سمجھائے، اگر صرف سمجھانے سے باز نہ آئے تو دوسرا درجہ یہ ہے کہ شوہر اپنا بستر الگ کر دے تاکہ وہ اس علیحدگی سے شوہر کی ناراضگی کا احساس کرے اور باز آجائے اور جو عورت اس سزا سے بھی متاثر نہ ہو تو پھر اس کو معمولی مار مارنے کی بھی اجازت ہے جس سے اس کے بدن پر نشان نہ پڑے اور ہڈی ٹوٹنے یا زخم لگنے تک نوبت نہ آئے اور چہرہ پر مارنے کو مطلقاً منع فرما

54 احمد، مسند، مسند النساء، حدیث ام سلمہ زوج النبی، ج44، ص234

55 مسلم، الصحیح، کتاب الرضاع، باب ما تستحقہ المرأۃ من اقامۃ الزوج عندھا عقب الزفاف، ج4، ص172

56 العسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج8، ص368

57 حاشیہ المخلصیات، محمد بن عبد الرحمن، نبیل سعد الدین جرار، وزارۃ الاوقاف والشوون الاسلامیہ لدولہ قطر، طبعہ اولی، 1429ھ، ج1، ص312

58 القرآن 34/4

دیا گیا ہے۔

15۔عن أم سنان الأسلمية، قالت :كنت فيمن حضر عرس صفية فمشطناها وعطرناها، وكانت من أضوإ ما يكون من النساء، فأعرس بها رسول الله ﷺ، فسألناها، فذكرت أنه سر بها، ولم ينم تلك الليلة، لم يزل يتحدث معها وأصبح فأولم عليها۔[59]

ترجمہ:ام سنان اسلمیہ سے روایت ہے فرماتی ہیں: حضرت صفیہ کی شادی میں میں بھی موجود تھی۔ہم نے انہیں کنگھی کی، عطر لگایا، وہ بہت بارونق خاتون تھیں، آپ ﷺ نے ان سے شب باشی کی تو ہم نے اگلے روز ان سے پوچھا۔وہ کہنے لگیں: کہ آپ ﷺ کو مجھ سے خوشی ہوئی۔اور اس رات آپ نہیں سوئے بلکہ ان سے باتیں کرتے رہے اور صبح ولیمہ کیا۔

ام سنان اسلمیہ اسلام لائیں اور ہجرت کے بعد بیعت کی۔[60] مذکورہ حدیث واقدی اپنی مغازی میں بھی نقل کرتے ہیں۔[61] واقدی محدثین کے یہاں ضعیف ہیں۔[62]

16۔عن بروع بنت واشق- أنها نكحت رجلا، وفوّضت إليه، فتوفي قبل أن يجامعها، فقضى لها رسول الله ﷺ بصداق نسائها.[63]

ترجمہ: بروع بنت واشق سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی سے نکاح کیا اور اپنے نفس کو اس کے سپرد کر دیا، وہ اس سے صحبت کرنے سے پہلے فوت ہو گیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کے لئے مہر مثل کا فیصلہ کیا۔

بروع بنت واشق یہ ہلال بن مرہ اشجعی کی بیوی تھیں، انہوں نے ان کا مہر مقرر نہیں کیا تھا اور یہ فوت ہو گئے تو آپ ﷺ نے بروع کے لئے مہر مثل کا حکم دیا۔[64] مذکورہ حدیث سنن نسائی[65]، سنن ترمذی[66] اور سنن ابی داؤد[67] میں ابن مسعود سے مروی ہے۔امام ترمذی کہتے ہیں کہ ابن مسعود کی حدیث حسن صحیح ہے۔

17۔عن سهلة بنت سعد الساعديه، أنها قالت :يا رسول الله، المرأة تصنع لزوجها الشيء يعطفه عليها، فقال: متاع في الدّنيا ولا خلاق لها في الآخرة۔[68]

ترجمہ:سہلہ بنت سعد ساعدیہ سے روایت ہے فرماتی ہیں: یارسول اللہ ﷺ! جو ہار سنگھار عورت اپنے شوہر کے لئے کرتی ہے تاکہ اسے اپنی طرف مائل کر سکے۔آپ ﷺ نے فرمایا: اس میں دنیا کا فائدہ ہے آخرت میں اس کا حصہ نہیں۔

سہلہ بنت ساعدیہ مشہور صحابی سہل بن سعد کی بہن ہیں[69] جن کا نام حزن تھا اور آپ ﷺ نے بدل کر سہل رکھا ان کے والد کا شمار معمر صحابہ میں ہوتا

---

[59] العسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج8، ص412

[60] ایضا ص411

[61] محمد بن عمر واقدی، کتاب المغازی، مؤسسۃ العلمی للمطبوعات، بیروت، 1989ء، ج3، ص707

[62] احمد بن علی بن حجر، تہذیب التہذیب، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبعہ اولی 2014، ج3، ص657

[63] العسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج8، ص49

[64] ایضا

[65] نسائی، سنن، کتاب النکاح، باب اباحۃ التزوج بغیر صداق، ج6، ص121

[66] ترمذی، سنن، ابواب النکاح عن رسول اللہ، باب ماجاء فی الرجل یتزوج المرأۃ فیموت عنھا قبل ان یفرض لھا، ج3، ص442

[67] ابوداؤد، سنن، کتاب النکاح، باب فیمن تزوج ولم یسم صداقا حتی مات، ج2، ص237

[68] العسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج8، ص192

[69] ایضاً ص192

ہے جن کا انتقال آپ ﷺ کی زندگی میں ہوا۔اس حدیث کو امام طبرانی اپنی کتاب معجم اوسط میں نقل کرتے ہیں اس کی روایت میں ابن لہیعہ ضعیف ہیں۔[70]

خلاصہ مقالہ

مذکورہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے خاندان کو مضبوط بنیادوں پر قائم کیا ہے۔اس میں محبت، احترام عدل، حقوق و فرائض اور باہمی تعاون کو مرکزی حیثیت دی ہے۔اگر خاندان میں اسلامی اصولوں کے مطابق توازن ہوگا تو معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ ہوگا۔آج کا دور فکری بے یقینی، معاشرتی الجھنوں اور دینی شعور کی کمی کا دور ہے۔امت مسلمہ کو درپیش ان چیلنجز کے مقابلے میں سیرتِ نبوی ﷺ سے رہنمائی لینا ناگزیر ہو چکا ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ ان ذخائر کو تحقیق، تدریس اور تربیت کے میدانوں میں مؤثر انداز میں استعمال کیا جائے۔عصرِ حاضر میں جب فکری انتشار، خاندانی بے راہ روی، اور سیرتِ نبوی ﷺ سے عملی تعلق کمزور پڑتا جا رہا ہے، ان روایات میں سادگی، صداقت، قربانی، اخلاق، کے وہ عملی نمونے ملتے ہیں جو آج کے خاندانی نظام کے لیے نہ صرف سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں بلکہ پورے معاشرے کے لیے فکری اور روحانی تجدید کا پیغام بھی رکھتے ہیں۔

---

70 نورالدین ہیثمی، مجمع الزوائد، مکتبۃ القدسی، قاہرہ، 1994، ج 1، ص 272